مولانا ذیشان احمد مصباحی کی کتاب مسئلہ تکفیر و متکلمین پر تعلیقات اور نقد و تبصرہ

کلام مبین

علیٰ

مسئلہ تکفیر و متکلمین

مصنف

ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی

مولانا ذیشان احمد مصباحی کی کتاب مسئلہ تکفیر و متکلمین پر تعلیقات اور نقد و تبصرہ

کلام مبین علی مسئلہ تکفیر و متکلمین

مصنف

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

دار الابدال

اسلامی جمہوریہ پاکستان

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلیٰ الک واصحابک یاحبیب اللہ

نام : کلام مبین علی مسئلہ تکفیر و متکلمین

مصنف : ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑہ)

ضخامت : ۴۰صفحات

سن : رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ/اپریل ۲۰۲۱ء

پیشکش : دارالابدال

اسلامی جمہوریہ پاکستان

دارالابدال

اسلامی جمہوریہ پاکستان

فہرست مشمولات

آغاز سخن

حال ہی میں مولانا ذیشان احمد مصباحی کی کتاب مسئلہ تکفیر و متکلمین شائع ہوئی ہے کتاب کو تصنیف کرنے کا بنیادی مقصد معاشرے میں بڑھتے ہوئے تکفیری رجحان کو روکنا بتایا گیا ہے مگر یہ دعوی اس وقت درست ہوتا جب ملت اسلامیہ کے جملہ فرقوں کی حالت، رجحانات، معمولات اور ترجیحات کو مدنظر رکھ کر کتاب تصنیف کی جاتی جبکہ کتاب کے جملہ مباحث یہ بتانے کے لیے کافی ہیں کہ ان کا ہدف تنقید صرف ایک مسلک اہلسنت و جماعت رہی ہے تکفیری گروہ، تکفیری ٹولہ جیسے جتنے بھی القابات ملے ہیں وہ صرف اسی جماعت کو دیے گئے ہیں یقیناً یہ موصوف کا اہلسنت پر احسان ہے جس پر وہ خصوصی داد کے مستحق ہیں کلام کرتے وقت انہیں اتنا بھی یاد نہ رہا کہ دیگر مسائل کی طرح مسئلہ تکفیر بھی خالص علمی مسئلہ ہے اور منصب افتاء پر فائز ہونے والے علماء ومشائخ میں اکابر اولیاء و صالحین شامل ہوتے ہیں جو اپنے اس منصب کی ذمہ داریوں کو بتقوی اللہ سرانجام دیتے ہیں یہ بزرگ اگر کسی کی تکفیر کرتے ہیں تو اس میں ہوائے نفس کو کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ ہی حکم بیان کرتے ہیں شریعت جس کا تقاضہ کرتی ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ کتاب میں کوئی خاص یا نئی چیز نہیں ہے بلکہ کسی کی تکفیر وعدم تکفیر کے متعلق علمائے اسلام کے اصول وضوابط ہیں جنہیں انہوں نے اپنی کتب میں شرح وبسط کے ساتھ

بیان کیا ہے یا مولانا مصباحی کے اپنے تفردات ونظریات جیسے مسئلہ بلیور اور حسام الحرمین یا امام اہلسنت امام احمد رضا خان پر سوالات وغیرہ ہیں۔

ویسے تو موصوف اس کتاب کے ذریعے اتحاد امت کے داعی بنے ہیں مگر حقیقت میں مسلک اہلسنت میں رخنہ ڈالنے، اسے مزید گروہ بندی میں تقسیم کرنے، حسام الحرمین وتمہید الایمان پر عدم اطمینان کے اظہار، من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کے فتوے سے خود کو بچانے اور مسئلہ بی لیور کی تبلیغ کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکے۔

انہیں اس بات کا بلکل اندازہ نہیں ہے کہ اس نہج پر اگر یہ سو سال بھی جدوجہد کرتے رہیں تو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے اتحاد امت اپنے پیچھے ایک خاص پس منظر رکھتا ہے جو مخصوص صورتوں اور حالات میں نا صرف ممکن ہے بلکہ پاک وہند کے اندر ہمارے بزرگوں نے اس کے عملی نظائر بھی پیش کیے ہیں اور ایسے اتحاد کو میں اتحاد جزئی کا نام دیتا ہوں اور کسی دور میں اس کی ضرورت و اہمیت پر ایک آرٹیکل بھی لکھا تھا بد مذہبوں سے اتحاد من کل الوجہ ناممکن ہے

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک بد مذہب جس سے دور رہنے کا قرآن وحدیث میں حکم ہے کو ہم ہر وقت سینے سے لگائے رکھیں یا وہ شخص جو اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا ہو اور جس کی گستاخی وبے ادبی کی جید اہل علم نے گواہی دی ہو کے لیے نرم گوشہ رکھیں یا کلمات ترحم کہیں؟ نہیں نہیں اتحاد امت کے نام پر یہ ایمان کی سودے بازی ہم سے ممکن نہیں۔

خیر اختصار کے باوجود بات بڑھتی جا رہی ہے جو میری تمہید سے خارج ہے زیر نظر کتاب دراصل مولانا مصباحی کی کتاب کے چند مقامات پر تعلیقات اور نقد وتبصرے پر مشتمل مضامین کا

مجموعہ ہے جنہیں میں نے دوران مطالعہ انتہائی اختصار کے ساتھ سلیقہ سے سپرد قلم کیا تھا اب انہیں پی ڈی ایف کی صورت میں آپ دوستوں کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ نیز یہ مضامین محمد کاشف رضا کی ادارت میں نکلنے والے مجلّہ جہان رضا میں جون اور جولائی ۲۰۲۱ء میں دو اقساط میں شائع ہو چکے ہیں اور اس سے پہلے یہ مضامین سوشل میڈیا پر بھی اپلوڈ کر چکا ہوں جہاں مولانا مصباحی کے ہم نوا افراد کی طرف سے سلیقے اور تہذیب کے ساتھ اختلاف کرنے کی بجائے گالیاں اور طعنے سننے کو ملے جس سے ہمیں اپنے مؤقف کے درست ہونے پر مزید یقین ہو گیا۔

یہاں ایک بات واضح کرتا چلوں مولانا مصباحی سے ہماری کوئی ذاتی رنجش نہیں ہے نا ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں ان کا تعارف میرے نزدیک صرف ان کی کتب کی وجہ سے ہے اور اگر انہوں نے ہماری کوئی کتاب مطالعہ کی ہوگی تو اسی بناء پر ہمارا تعارف ان کے نزدیک ہوگا۔ اس کتاب میں جو اختلافی مضامین ہیں یہ خالص علمی اور نظر و فکر کا اختلاف ہے جسے ہم علمی اختلاف تک ہی محدود رکھنا چاہتے ہیں امید ہے اہل علم بالخصوص مولانا مصباحی اسے کشادہ قلبی سے قبول کریں گئے

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑہ)

تعلیقات علی عکس سرنامہ

کتاب مسئلہ تکفیر و متکلمین کے صفحہ ٦ پر علامہ نورالدین عبدالرحمٰن جامی کے کچھ فارسی اشعار درج ہیں جبکہ صفحہ ۷ پر ان کا ترجمہ دیا گیا ہے جسے ہم تین حصوں میں نقل کر کے اس پر اپنی تعلیقات سپرد قلم کرتے ہیں۔

مولانا ذیشان احمد مصباحی کا کتاب میں منہج رہا ہے کہ وہ اہم اور ضروری مقامات پر حواشی بھی لکھتے جاتے ہیں تا کہ کوئی بھی بحث ان کی طرف سے نامکمل نہ رہے اور ان کا موقف ہر جگہ کھل کر واضح ہو جائے مگر یہاں انہوں نے کسی طرح کا حاشیہ دینا پسند نہیں کیا جس سے یہی سمجھا جائے گا کہ یہ ان کا ذاتی مؤقف ہے اگر چہ کلام علامہ جامی علیہ الرحمہ کا ہے اس جہت سے ہماری یہ تعلیقات مولانا مصباحی کے کلام پر ہوگی نا کہ علامہ جامی کے۔

1۔تعلیمات محمدی کا شیدائی:

جو بھی تمہاری نظر میں اہل قبلہ ہو اور تعلیمات محمدی کا شیدائی ہو اگر چہ علم وعمل کے لحاظ سے اس کے اندر سیکڑوں بدعات وخرافات اور نقص و کمی پاؤ، پھر بھی قطعی اس کی تکفیر مت

کرو، نہ اسے جہنمی اور دوزخی سمجھو۔

(مسئلہ تکفیر و متکلمین، صفحہ ۷)

اسلوب کلام:

اقول۔ اول تو اس کلام کے اسلوب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ علماء کسی کی تکفیر اپنی مرضی سے کرتے ہیں یعنی کسی شخص کے اندر کوئی خرافات دیکھی یا وہ کسی بدعت کا مرتکب ہوا تو اس کی تکفیر کر دی گئی۔ ایسا ہی کچھ آزاد خیال، لبرل اور سیکولر افراد کا کہنا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے علماء کرام کسی کی تکفیر اپنی خواہش سے نہیں کرتے کیونکہ علماء کا منصب مخبر عن الحکم کا ہے وہ صرف کسی کو اس پر وارد ہونے والے حکم شرعی سے آگاہ کرتے ہیں یعنی کوئی شخص اپنے افعال و کردار سے کسی جرم کا مرتکب ہو کر دائرہ تکفیر میں خود داخل ہو جاتا ہے اور عالم دین فقط اسے اطلاع دیتا ہے کہ آپ فلاں حد میں داخل ہو چکے ہیں یعنی اسلام کے Red zone کو کراس کر چکے ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کمرے یا دائرہ سے باہر نکل جاتا ہے اور عالم دین اسے اطلاع دیتا ہے کہ آپ اس کمرے یا دائرہ سے باہر جا چکے ہیں سلامتی اسی میں ہے کہ واپس تشریف لے آئے اب نہ تو عالم نے اسے کمرے یا دائرہ سے زبردستی نکالا ہے اور نہ ہی اس کے نکلنے میں کوئی کردار ادا کیا ہے بلکہ وہ خود نکلا ہے عالم نے تو اس کے نکل جانے کی اسے صرف اطلاع دی ہے۔

اہل قبلہ ہونا نفع نہ دے گا:

دوم یہ بات درست ہے کہ کسی شخص کی اس کے فسق کی بناء پر تکفیر نہیں کی جائے گی اور نہ ہی اہلسنت میں سے ہم کسی فقہیہ کو جانتے ہیں جو کسی شخص کی اس کے فسق و بدعت کی وجہ سے تکفیر

کرتا ہو۔ نیز ضروریات دینی میں سے کسی کا منکر اس کلام سے خارج ہے جیسے منکر زکوۃ یا منکر حج وغیرہ کہ اب اس کا اہل قبلہ ہونا یا تعلیمات محمدی کا شیدائی ہونا اسے نفع نہ دے گا۔

محدث ملا علی بن سلطان محمد قاری لکھتے ہیں

"من استحل معصية قد ثبتت حرمتها بدليل قطعي فهو كافر"

جو شخص ایسے گناہ کو حلال سمجھے جس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو وہ کافر ہے۔

(منح الروض الازهر، صفحه ۱۲۷)

علامہ سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں

" صغيرة كانت أو كبيرة "

معصیت صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ (حکم ایک ہی ہے۔)

شرح العقائد(النسفيه، صفحه ۳۵۰)

اسلام کا احتمال ہو تو تکفیر نہیں کی جائے گی:

سوم۔ ہمارے اکابر نے اس سے بھی عمدہ بات کہی ہے چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں

" لا يفتى بكفر مسلم أمكن حمل كلامه على مجمع حسن، أو كان في كفره اختلاف و لو رواية ضعيفة "

کسی مسلمان کے کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا اگر اس کے کلام کی بہتر تاویل ممکن ہو یا اس کے کفر میں اختلاف ہو اگر چہ اختلاف ضعیف روایت سے مروی ہو۔

(رد المختار، الجز السادس كتاب الجهاد، باب المرتد،صفحه ۳۵۸)

بلکہ یہ جزیہ تو کتب میں بڑا عام پایا جاتا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں ۹۹، احتمالات کفر کے ہوں اور ایک احتمال اسلام کا ہو تو اس کو اسلام پر محمول کیا جائے گا مسلمان کے ساتھ حسن ظن کی بناء پر۔

2۔ کسی کو قطعی جنتی مت سمجھو:

اسی طرح جسے تم صبح وشام متقی اور دین دار پاؤ، منہیات شرعی سے کلیتہ گریزاں اور اوامر دین کا پابند دیکھو، جو فرائض ونوافل کے ذریعہ سفرآخرت کی تیاری کرتا ہوا نظر آئے، پھر بھی اسے قطعی ویقینی جنتی مت سمجھو اور عذاب آخرت سے بے خوف مت جانو۔

(مسئلہ تکفیر و متکلمین، صفحہ ۷)

اعمال کا دارومدار:

اقول۔ ایسا اس لیے کہ ایک روایت میں ہے اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے۔

ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے لیکن ایک مسلمان کے ساتھ ایسا اعتقاد رکھنا فرض وواجب نہیں ہے بلکہ اس کے متعلق حسن ظن ہی رکھا جائے گا اور اس کے متعلق اللہ سے خیر کی توقع کی جائے گی کہ جس پروردگار نے ایمان کی دولت عطا فرما کر اعمال صالحہ کی توفیق بخشی وہ اپنے بے پایہ کرم سے حسن خاتمہ اور جنت کی نعمت سے بھی نوازے گا نیز شریعت ظاہر پر لاگو ہوتی ہے اسی وجہ سے ایک مسلمان کتنا ہی گنہگار، خرافات کا پیکر اور فسق وفجور میں ڈوبا ہوا ہو اس کے مرنے کے بعد اس پر شریعت کے احکام ہی جاری ہوتے ہیں اور اس پر وہ تمام لوازمات جاری ہوتے ہیں جو ایک نیک مسلمان پر جاری ہوتے ہیں۔ جب کسی مسلمان کی زندگی نیک اعمال میں گزری اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا تو ہم اس کے اعمال کو دیکھتے ہوئے اسے جنتی ہی کہیں گے کہ

ان الله لا يضيع اجر المحسنين

البتہ ہر مسلمان کو اتنا یاد رکھنا چاہیے کہ جنت میں داخلہ اعمال صالحہ کی بناء پر نہیں بلکہ محض فضل خداوندی سے ہوگا رسول اکرم، نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میانہ روی اختیار کرو اور سیدھے راستے پر رہو اور اس بات کا یقین رکھو کہ تم میں سے کسی ایک کا بھی عمل اسے نجات نہیں دے گا (نجات فقط اللہ کی رحمت سے ہوگی) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے بھی نہیں البتہ اللہ تعالی مجھے اپنی رحمت اور فضل میں ڈھانپ لے گا۔

(الجامع الصحيح للمسلم، كتاب صفة القيامة و الجنة و النار، باب لن يدخل أحد الجنة بعمله، رقم الحديث ۷۱۱۷)

3۔ جنت الماوی کی بشارت:

سوائے ان کے جنہیں پیغمبر دو جہاں ﷺ سے جنت الماوی کی بشارت حاصل ہے۔ اگرچہ اس حوالے سے صرف دس نفوس قدسیہ مشہور ہیں تاہم انہیں صرف دس میں ہی منحصر مت جانو، کیونکہ اہل بیت کرام میں ایک گروہ کو بھی یہ بشارت حاصل ہے۔

(مسئلہ تکفیر و متکلمین، صفحہ ۷)

مولانا مصباحی پر افسوس:

اقول۔ مولانا مصباحی پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے کہ موصوف الجامعۃ الاشرفیہ کے جید علماء سے شرف تلمذ رکھنے کے باوجود صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے صرف عشرہ مبشرہ اور اہل بیت اطہار میں سے بعض کے علاوہ کسی کے بھی قطعی و یقینی جنتی ہونے کا اعتقاد نہیں رکھتے۔ اگر ایسا نہ

ہوتا تو حاشیہ میں صراحت ضرور کرتے۔

عرب کے ایک عالم انس تدمُری نے ”**المبشرون بالجنة المذکورون علی لسان النبی**
ﷺ“ کتاب تصنیف کی ہے جس میں انہوں نے عشرہ مبشرہ سمیت ایسے ۲۷ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا ذکر کیا ہے جن کے جنتی ہونے کی صراحت حضور ﷺ نے کی ہے یہ کتاب دار المقبس، بیروت، لبنان سے ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء کو ۲۸۴ صفحات پر چھپی ہے۔

تمام صحابہ جنتی ہیں:

جبکہ نص قرآنی تمام صحابہ کرام علیھم الرضوان کے قطعی جنتی ہونے پر شاہد ہے ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿و کلا و عداللہ الحسنی﴾

ترجمہ کنز الایمان۔اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔

(پارہ ۲۷،سورہ الحدید،آیت ۱۰)

امام مجاھد وقتادہ فرماتے ہیں آیت میں حسنی سے مراد جنت ہے۔

(البحر المحیط، الجز الثامن،صفحہ ۲۱۰)

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر قرطبی لکھتے ہیں اللہ نے ہر (صحابی) کے ساتھ جنت کا وعدہ کیا ہے

(الجامع الاحکام القرآن، الجز العشرون، صفحہ ۲۴۳)

علامہ ابی الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی لکھتے ہیں علامہ ابومحمد بن حزم نے فرمایا۔

” الصحابة کلهم من أهل الجنة قطعا “

تمام صحابہ کرام علیھم الرضوان قطعی جنتی ہیں۔

لایدخل أحد منهم النار

ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔

(الاصابة، الجز اول، صفحه ۲۴)

جہنم کی آگ نہ چھوئے گی:

بلکہ میرا ماننا ہے کہ صحابہ تو صحابہ ان کی صحبت بابرکت سے مستیفض ہونے والے مسلمانوں میں سے بھی کوئی جہنم کی بھنک نہ سنے گا کہ سردار دو جہان ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لاتمس النار مسلما رانی او رانی من رانی"

اس مسلمان کو جہنم کی آگ ہرگز نہ چھوے گی جس نے میری زیارت کی یا میری زیارت کرنے والے (میرے صحابی) کی زیارت کی۔

(السنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل من رانی النبی، رقم الحدیث ۳۸۵۸)

اور یہ کلام اس ہستی سے صادر ہوا ہے جن کے متعلق اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

﴿وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی﴾

ترجمہ کنزالایمان۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے

(پارہ ۲۷، سورہ النجم، آیت ۳۔۴)

بحث Believer پر نقد و تبصرہ

فتنہ کے خوف سے جائز کام بھی ترک کرنا ہوگا:

جب ملت اسلامیہ میں قتل و غارت گری عروج پر ہو اور فتنوں میں گھری ہو تو ایسے میں کسی نئے مسئلہ کو چھیڑ کر مسلمانوں کو مزید گروہ بندی میں داخل کرنا دین کی خدمت نہیں بلکہ سوئے ہوئے فتنہ کو جگانے کے مترادف ہے (نعوذ باللہ من ذالک) عقل مندی کا تقاضہ یہ ہے جس فعل سے مسلمانوں کے درمیان انتشار پھیلے اور علمی فضا مقدر ہو اس سے دور رہا جائے نا کہ اس کے جواز کے لیے غیر ضرور و غیر علمی دلائل گھڑے جائیں اس سلسلہ میں حضورﷺ کا فعل مبارک ہمارے لیے بہترین مثال ہے آپﷺ کی شدید خواہش تھی کہ کعبہ معظّمہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ بنیادوں پر ہو مگر مسلمانوں پر فتنہ کے خوف سے اسے عملی جامہ نہ پہنایا اور فرمایا:

" لولا حداثه قومک بالکفر لنقضت البیت ثم لبنیته علی اساس ابراھیم علیه السلام "

اے عائشہ رضی اللہ عنہا اگر تیری قوم سے زمانہ کفر قریب نہ ہوتا تو میں بیت اللہ کو شہید کر کے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کرتا۔

(الصحیح للبخاری، کتاب الحج، باب فضل مکة و بنیانها، رقم الحدیث ۱۵۸۵)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا یہ فرمان سن رکھا تھا تو اپنے دور خلافت میں انہوں نے اسے حضور ﷺ کی خواہش کے پیش نظر حضرت ابراہیم کی بنیادوں پر از سر نو تعمیر کیا پھر حجاج بن یوسف نے مکہ مکرمہ پر غلبہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک بن مروان کے حکم پر اسے دوبارہ اسی طرز پر تعمیر کر دیا جس طرز پر حضور ﷺ کے بچپن میں قریش مکہ نے کیا تھا جبکہ خلیفہ ہارون رشید نے اپنے زمانہ خلافت میں سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے کعبہ معظّمہ کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرز پر تعمیر کرنے کا فتوی چاہا تو آپ نے باوجود اس کے کہ حضور ﷺ کی ہر سنت و خواہش کو جان و دل سے زیادہ عزیز رکھتے تھے انہیں اس کام سے منع رہنے کا حکم دیا صرف اس بات کے پیش نظر کہ آنے والے حکمران اپنی شہرت کے پیش نظر کعبہ معظّمہ کو شہید اور از سر نو تعمیر کرتے رہیں گے اس طرح نہ صرف کعبہ کی عظمت کم ہوگی بلکہ مسلمانوں میں فتنہ کا بھی سبب بنے گا۔

(بلدالامین صفحہ ۵۶)

کتاب ''مسئلہ تکفیر و متکلمین'' کا سبب تصنیف:

مولانا ذیشان احمد مصباحی کی کتاب مسئلہ تکفیر و متکلمین پاک و ہند سے شائع ہو چکی ہے جس کی کافی تشہیر بھی کی گی ہے کتاب تالیف کرنے کا بنیادی مقصد تکفیریت کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکنا اور مطلقا تکفیریت کو جرم سمجھنے والوں کو تنبیہ کرنا ہے کتاب میں ایک بحث بی لیور اور نان بی لیور

کی بھی ہے جس کا ذکرانہوں نے کتاب کی ابتداء میں دوجگہ کیا ہے جس کا مقصداس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ یہ بحث دین کے مسلمہ اصول قطعیات میں سے نہیں ہے لہذا اس کی ترویج کرنے والے ڈاکٹر طاہرالقادری کی تکفیر درست نہیں بلکہ ایک طرح ایسا نظریہ رکھنا درست، اور حالات کا متقاضی ہو سکتا ہے جس میں کوئی حرج نہیں۔ ہمارا ماننا ہے کہ کتاب کے تمام مباحث اسی موقف کے دفاع کے گرد گھومتے ہیں ورنہ عصر حاضر میں اس کے علاوہ اور بھی کئی موضوعات تکفیر وعدم تکفیر کے متعلق علماء کے درمیان زیر بحث ہیں

مگر ان میں سے کسی کو بھی خصوصیت کے ساتھ نہیں لیا گیا جس طرح اس کو لیا ہے

Believer اور Non Believr کا لغوی معنی:

Believer انگلش زبان کا لفظ ہے اردو میں اس کے معنی اعتماد کرنے والا، بھروسہ کرنے والا، یقین رکھنے والا، عقیدہ رکھنے والا، مذہبی عقیدہ رکھنے والا اور مومن کے معنی میں مستعمل ہے جبکہ Non Believer اعتماد نہ کرنے والا، یقین نہ کرنے والا، اور کافر کے معنی میں لیا جاتا ہے۔

مولانا مصباحی کی تعریف:

مولانا مصباحی Believer اور Non Believer کے متعلق ایک جگہ لکھتے ہیں۔

کافر یا non believer کا ایک اطلاق اسلامی مفہوم سے ماورا مطلقاً مذہبی اصطلاح کے طور پر بھی ہوتا ہے اس لحاظ سے کافر کا اطلاق ان افراد پر ہوتا ہے جو ایک خدا پر یقین نہیں رکھتے اس لحاظ سے دنیا کے تمام موحدین believer اور غیر کافر ہیں۔

(مسئلہ تکفیر و متکلمین۔ صفحہ ۳۹)

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہاں believer کا اطلاق فقط موحدین پر ہی کیا ہے اور اس وقت روئے زمین پر صرف مسلمان ہی موحدین ہیں یہود و نصاری بھی دیگر کفار کی طرح مشرک اور کافر ہیں مومن نہیں جس پر آئندہ سطور میں بطور شاہد قرآنی آیات آرہی ہیں اور موحد ہونے کے لیے کسی کا حضورﷺ پر غیر مشروط ایمان اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کی اس طرح تصدیق کہ اس میں ذرہ بھر شک نہ ہو کے بغیر کفایت نہیں کرے گا بلکہ وہ موحد تب ہی مانا جائے گا جب آپﷺ پر صدق دل سے ایمان لائے اور تصدیق کرے۔

اسی صفحہ پر تھوڑا آگے لکھتے ہیں اسلامی اصطلاح میں وہ تمام افراد کافر ہیں جو غیر مشروط طور پر نبی آخر الزماںﷺ اور ان کی لائی ہوئی باتوں کی تصدیق نہ کریں۔(ایضا)

یہ وہی بات ہے جو ابھی ہم نے اوپر بیان کی ہے یہاں ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جب موحدین صرف مسلمان ہیں تو بی لیور اور نان بی لیور کی ایک اضافی اصطلاح وضع کر کے یہود و نصاری کو مومنین کی صف میں کھڑا کرنا پرلے درجہ کی غلطی اور ناکام کوشش ہے جسے مسلمانوں کی غالب اکثریت کسی صورت قبول نہیں کرے گی اور ویسے بھی موصوف نے اوپر موحد کا اطلاق جن پر کیا ہے ان کے تحت بھی یہود و نصاری کافر، غیر مسلم اور نان بی لیور ہی ٹھریں گے۔

تھوڑا آگے صرف ایک صفحہ چھوڑ کر اس بحث کو پھر نئے سرے سے شروع کیا ہے اور اس میں دو چیزیں بیان کی ہیں۔

اول۔ بی لیور کا لغوی معنی:

اس میں لکھتے ہیں انگلش میں ایمان کو Belief اور مومن کو Believer کہا جاتا ہے۔

اصطلاح مذاہب میں ہر وہ شخص Believer ہے جو وجود خالق پر ایمان رکھتا ہے یا کسی ماورائی طاقت کو تسلیم کرتا ہے یا کسی مخصوص مذہبی و روحانی نظام میں یقین رکھتا ہے اس لحاظ سے یہود و نصاریٰ، بلکہ ہنود و مجوس اور جینیوں اور بدھسٹوں پر بھی مومن کا اطلاق درست ہوسکتا ہے A Dictionary of Religious Terms میں Believer کے معنی مومن اور موحد دونوں لکھے ہیں۔

(ایضاً۔صفحہ ۳۹)

دوم۔بی لیور کا اسلامی مفہوم بیان کیا ہے:

لکھتے ہیں اس اعتبار سے مومن اور Believer وہ ہے جو ذات رسالت پر یقین رکھتا ہے اوران کی رسالت کی مکمل تصدیق کرتا ہے جو رسالت محمدی پر یقین نہیں رکھتا وہ دائرہ ایمان سے خارج اور مرض کفر میں مبتلا ہے۔اس لحاظ سے دیکھیے تو ملحدین ومشرکین، مجوس واہل کتاب، یہود ونصاریٰ سب کفار کے زمرے میں ہیں جب تک ذات رسالت مآب ﷺ پر ایمان نہیں لاتے۔(ایضاصفحہ ۴۲)

دو متضاد موقف:

اس موقف پر تو کوئی اعتراض نہیں۔اب لوٹتے ہیں پچھلی عبارات کی طرف آپ غور کریں موصوف نے پہلے بی لیور کی تعریف میں مومن ہونے کے لیے ایک خدا پر یقین رکھنے کی شرط لگائی ہے اسے اور آسان کرلیں مومن صرف وہی ہوگا جو صرف ایک خدا وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لائے۔

(نوٹ۔اس اصطلاح کو انہوں نے اسلامی مفہوم سے ماورا مطلقا مذہبی اصطلاح کے طور پر بیان کیا ہے) جبکہ دوسری جگہ اس کے لغوی معنی بیان کرتے ہوئے جو اس کی تعریف کی ہے وہاں سے ایک خدا پر ایمان لانے کی قید ہٹادی ہے اور اسی بناء پر انہوں نے یہود، ہنود، نصاریٰ، مجوس، جینیوں اور

بدھسٹوں کو بھی مومنین کی صف میں لا کھڑا کیا ہے (نوٹ۔ پہلے کی طرح یہاں بھی انہوں نے اس اصطلاح کو اسلامی مفہوم سے ماورا مطلقا مذہبی اصطلاح کے طور پر پیش کیا ہے) ۔ اب انہوں نے ایک ہی بات پر دو متضاد موقف پیش کیے ہیں جو دو ہی وجہوں سے ہو سکتے ہیں اول جس اصطلاح کو وضع کر کے یہ اسے فروغ دینے کی کوشش کر رہے ہیں اس کا مفہوم خود ان پر مکمل طور پر منکشف نہیں۔ (ہم حسن ظن رکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوگا۔) جب بات ایسی ہے تو آپ خود اندازہ کر لیں کہ ایسے نظریہ کی تبلیغ کیونکر صحیح ہوگی؟

دوم۔ الفاظ کے ہیر پھیر کے ساتھ دجل سے کام لیا گیا اور یہود و نصاری کو مومنین کی صف میں کھڑا کرنے کے لیے غیر اسلامی اصطلاح کو لغت کی آڑ میں مسلمانوں کے ذہنوں میں ڈال کر انہیں اس مفہوم سے دور کرنے کی کوشش ہے جو ان کے ذہنوں میں کفار کے متعلق پایا جاتا ہے اور فتنہ کو قصدا ہوا دینے کی کوشش ہے۔

اس کے کیا نقصانات ہوں گے؟ ان میں سے بعض کی طرف ہم آئندہ سطور میں نشاندہی کریں گے۔

بی لیور اور نان بی لیور ڈاکٹر طاہر القادری کے نزدیک۔

لگے ہاتھوں ڈاکٹر طاہر القادری کے الفاظ بھی پڑھتے جایئے جو انہوں نے اس قضیہ کو چھیڑتے وقت کہے تھے چنانچہ موصوف فرماتے ہیں۔

پوری دنیا میں جب تقسیم کی جاتی ہے تو Believers اور Non Believers کی تقسیم آتی ہے نان بی لیورز کو کفار کہتے ہیں علمی اصطلاح میں۔ اور بی لیورز ان کو کہتے ہیں جو اللہ کی بھیجی ہوئی وحی پر، آسمانی کتابوں پر، پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں۔ مذہب ان کا کوئی بھی ہو۔ تو جب بی

لیورزاور نان بی لیورز کی تقسیم ہوتی ہے تو یہودی عقیدے کے ماننے والے لوگ اور مسیحی برادری اور مسلمان یہ تین مذاہب بی لیورز میں شمار ہوتے ہیں یہ کفار میں شمار نہیں ہوتے۔اور جو کسی بھی آسمانی کتاب پر، آسمانی نبی اور پیغمبر پر ایمان نہیں لاتے وہ نان بی لیورز کے زمرے میں آتے ہیں۔
ان کا یہ خطاب سی ڈی کی صورت میں اور یوٹیوب پر موجود ہے جہاں سے سنا جا سکتا ہے۔

قادری ومصباحی اصطلاحات:

اب مولانا ذیشان احمد مصباحی اور ڈاکٹر طاہر القادری کی تعریف پر ایک بار پھر سرسری نظر ڈال لیں۔

1۔ بی لیورز صرف موحدین ہیں (مصباحی)

2۔بی لیورز میں وہ تمام افراد آتے ہیں جو وجود خالق پر ایمان رکھتے ہوں ماورائی طاقت کو تسلیم کرتے ہوں یا کسی روحانی نظام کو مانتے ہوں۔ (مصباحی)

3۔بی لیورز میں یہودی،عیسائی اور مسلمان آتے ہیں (قادری)

تینوں تعریفات متضاد ہیں نیز مولانا ذیشان احمد مصباحی نے لغت کی قید لگائی ہے جبکہ ڈاکٹر طاہر القادری نے اسے علمی اصطلاح کہا ہے اور کسی قید کو ذکر نہیں کیا۔ان کا اسے علمی اصطلاح کہنا، ماورائے اسلامی مفہوم مطلقا اصطلاح مذاہب میں نہ لینا اور مابعد مکمل کلام اس بات پر دال ہے کہ وہ یہود و نصاری کو کسی قید کے بغیر مطلقا اہل ایمان کے زمرہ میں رکھتے ہیں۔علمی دنیا میں اصطلاحات کے اندر قیودات موضوع سے غیر ضروری چیزوں کو نکالنے کے لیے لگائی جاتی ہیں جبکہ یہاں ایسا کچھ نہیں ہے جس سے وہی سمجھا جائے گا جو ہم نے ابھی بیان کیا

مصباحی صاحب لغوی قید لگا کر کفار کو اہل ایمان کے زمرہ میں داخل کرنے میں ڈاکٹر طاہر القادری کو بھی پیچھے چھوڑ گے ہیں کہ انہوں نے تو صرف یہود، نصاری اور مسلمانوں کو مومن کہا جبکہ انہوں نے مجوس، ہنود و غیرہ کو بھی اسی صف میں لا کھڑا کیا۔

یہود و نصاری کافر ہیں:

مولانا مصباحی نے Believer کا جو لغوی معنی بیان کر کے کفار پر مومن کا اطلاق کیا ہے اس پر ہم صرف اتنا کہیں گے بی لیور کا اطلاق صرف انگلش زبان میں ہی مستعمل ہے کفار اس لفظ کو کس معنی میں لیتے ہیں اس کا اعتبار نہیں۔ اعتبار اس کا ہے کہ اسلام ہمیں کفار کے متعلق کیا نظریہ رکھنے کا حکم دیتا ہے؟ اس جہت سے دیکھا جائے تو یہود و نصاری کے عدم ایمان اور کفر کا اعلان ہمارے رب عزوجل نے بڑے واضح انداز میں فرمایا ہے فرماتا ہے۔

﴿ قل یا اهل الکتاب تعالو الی کلمة سوآ ء بیننا و بینکم الا نعبد الاالله و لا نشرک به شیئا و لا یتخذ بعضنا بعضا او بابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون . ﴾

(پارہ ۳،آل عمران آیت ۶۴)

ترجمہ کنزالایمان۔تم فرماواے کتابیوایسے کلمہ کی طرف آ ؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنالے اللہ کا سوا پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

یہ آیت بتارہی ہے کہ یہود و نصاری موحدین میں سے نہیں ہیں وہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور

انہیں ایک اللہ کی عبادت کرنے کی دعوت دی جارہی ہے مگرانہوں نے اللہ کے حکم کو نہ مانا غیراللہ کواس کے ساتھ شریک ٹھرا کرشرک وکفر کیا۔ایک دوسرے مقام پر فرمایا

﴿و قالت الیھود عزیر ابن الله و قالت النصری المسیح ابن الله ذالک قولھم بافواھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل قتلھم الله انی یؤفکون. اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون الله ولمسیح ابن مریم و مآ امروا الا لیعبدوا الھا واحد لآ اله الاھو سبحنه عمارات یشرکون﴾

(پارہ ۱۰، سورہ التوبہ آیت ۳۰. ۳۱)

ترجمہ کنزالایمان۔یہودی بولےعزیراللہ کا بیٹا ہےاورنصرانی بولےمسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں اگلے کافروں کی سی بات بناتے ہیں اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کواللہ کے سوا خدا بنالیا اور مسیح ابن مریم کواورانھیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ ایک اللہ کو پوجیں اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسے پاکی ہےان کے شرک سے۔

ان آیات سے واضح ہوا کہ یہود ونصاری مشرک وکافر ہیں نہ موحدین میں سے ہیں اور نہ مومنین میں سے اب ایسے میں اگرکوئی انہیں مومنین میں داخل کرتا ہےتو گویا وہ قرآن اوراس جیسی دیگرآیات کا منکر ہورہا ہے حضورﷺ نے ارشادفرمایا

والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی أحد من ھذا الأمة یھودی ولا نصرانی ثم یموت و لم یؤمن بالذی أرسلت به الا کان من اصحاب النار

(الصحیح للمسلم،کتاب الایمان،باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد ﷺ...رقم الحدیث ۳۸۶)

اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اس امت سے تعلق رکھنے والے کوئی بھی شخص خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی اگر اسے میرے بارے میں پتا چلا ہو پھر وہ مجھ پر ایمان لائے بغیر فوت ہو جائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔

کیا عصر حاضر کے یہود و نصاری اہل کتاب ہیں؟

ایک سوال یہ بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ موجودہ دور کے یہود و نصاری پر اہل کتاب کا اطلاق درست ہے یا نہیں اور کیا ان پر قرآن وسنت کے احکام لاگو ہوں گے یا نہیں اور کیا اہل اسلام ان کے ساتھ دور اول کے اہل کتاب جیسا سلوک کریں گے یا نہیں؟

تو اس سلسلہ میں علماء کی غالب اکثریت انہیں اہل کتاب نہیں مانتی ان کی بنیادی دلیل یہ ہے کہ عصر حاضر میں تو راۃ و انجیل محفوظ نہیں رہیں کیونکہ یہود و نصاری کے مذہبی رہنماؤں نے ان میں تحریفات کر کے مکمل بدل دیا ہے اب یہ ان کے من گھڑت قصوں اور جھوٹ پر مبنی کہانیوں کے مجموعے ہیں۔ حضور ﷺ کے دور میں چند احکام میں تبدیلی کی گی تھی مگر اب مکمل کتب کو ہی بدل دیا گیا ہے لہذا ان پر اہل کتاب کے احکامات لاگو نہیں ہوں گے۔ نیز ان کے ماننے والے برائے نام ہی عیسائی و یہودی ہیں کیونکہ ان کی غالب اکثریت ملحد ہو چکی ہے اگر کوئی معترض کہے کہ مسلمانوں میں بھی بہت سے برائے نام مسلمان ہیں جو بنیادی اسلامی معلومات سے بھی محروم ہیں تو ہم کہیں گے کہ پھر بھی فرق ہے اگر کوئی عیسائی یا یہودی اپنے مذہب پر چلنا چاہے تو نہیں چل سکتا کیونکہ ان کی کتب میں تحریفات ہو چکی ہیں اور تعلیمات میں تضادات پائے جاتے ہیں جبکہ اسلام کی تعلیمات مکمل طور پر محفوظ ہیں ایک مسلمان جب چاہے ان پر عمل کر سکتا ہے۔

قضیہ بی لیور کے فروغ میں فسادات ہیں:

اگر ہم بی لیورز اور نان بی لیورز والے قضیہ کو تسلیم کرتے اور اسے فروغ دیتے ہیں تو درج ذیل فسادات لازم آتے ہیں۔

1۔ مسلمانوں میں فتنہ وفساد پھیلتا اور ملت اسلامیہ انتشار کی طرف جاتی ہے

2۔ ایک عام مسلمان کے ذہن میں ایمان وکفر کا جو تصور ہے اس کا خاتمہ ہوتا ہے کیونکہ وہ لغوی و اصطلاحی بحثوں کو نہیں جانتا ایک عام مسلمان اس اعتقاد کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے کہ آخرت مس نجات کا دارو مدار اسلام کے دامن میں ہے دیگر مذاہب پر چلنا گویا ابدی سزا کا مستحق ہونا ہے جو کہ حق ہے۔

3۔ جب اس قضیہ کو فروغ دیا جاے گا تو کفار ایک عام مسلمان کو یہود ونصاری کے مومن ہونے کا دھوکا دے کر اسے اپنے مذہب پر ایمان لانے کی طرف دعوت دیں گے اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو جائیں گے۔

4۔ قادیانی اس کی آڑ میں خود کو مومن کہہ کر مسلمانوں کو قادیانیت کی طرف دعوت دیں گے۔

5۔ آنے والے دنوں میں اس کی آڑ میں یہ بھی کہا جاے گا یہود ونصاری سے جہاد جائز نہیں کیونکہ وہ مومن ہیں اور مومن کا مومن سے قتال درست نہیں ہوتا۔

اسی جہت پر غور وفکر کرتے جائیں اور بھی بہت سی خرابیاں سامنے آجائیں گی۔ لہذا عقل مندی کا تقاضہ یہی ہے کہ اس مسئلہ کو یہیں دفن کر کے مسلمانوں کو مزید انتشار میں دھکیلنے سے بچا جاے یہی ہمارا مدعا ہے۔

مصری میڈیا:

قال مصباحی ۔مصری میڈیا میں اہل کتاب پر مومن (Believer) کا اطلاق میں نے خود بھی سنا ہے۔

(ایضا۔صفحہ ۴۱)

اقول ۔اب ڈاکٹر طاہر القادری کے موقف کو تقویت پہنچانے کے لیے مصری میڈیا کا سہارا لیا جاے گا۔کسی بھی فرد سے مخفی نہیں کہ میڈیا پر زیادہ تر درباری اور تجدد پسند علماء کو لایا جاتا ہے اگر کسی جید عالم کا حوالہ دیں تو قابل توجہ بھی ہو۔ہمارے ہاں پاکستانی میڈیا پر جاوید احمد غامدی کافی مشہور ہے مختلف اسلامی موضوعات پر اس کے خطابات بڑے اہتمام سے چلاے جاتے ہیں ابھی چند دن قبل ہی انہوں نے بے اولاد والد کے لیے کرائے کی ماں کے جواز پر کلام کیا ہے اب اگر کوئی مصری عالم عرب میں کرائے کی ماں کے جواز کا موقف رکھے اور بطور دلیل غامدی کے خطاب کو پیش کرے تو اس پر ہنسنے اور افسوس کرنے کے علاوہ کیا کیا جا سکتا؟

دینی عقیدے کا انکار:

اس گروہ کے ایسے الفاظ وعبارات تو موجود ہیں جن سے آپ کے مطابق ایک بنیادی دینی عقیدے کا انکار لازم آرہا ہے لیکن وہ گروہ اس لزوم کو قبول کرنے کے لیے بالکل تیار نہیں ہے۔
(مسئلہ تکفیر و متکلمین، صفحہ ۱۰۸)

عجیب منطق:

اقول: یہ عجیب منطق ہے کہ کوئی شخص کسی دینی عقیدے کا منکر ہو، اپنے قول یا فعل سے کوئی کفر کرے اور کسی فقیہ و متکلم کے نزدیک لزوم بھی لازم آرہا ہو اور صرف اس بناء پر اس کی تکفیر سے ہاتھ کھینچ لیا جائے کہ مذکورہ شخص خود اس کفر کو کفر یا لزوم کو لزوم ہی نہیں مانتا۔

تاریخ اسلام میں آپ کو کوئی نہیں ملے گا جس نے کفر کے بعد اس بات کا اقرار کیا ہو کہ ہاں میں نے کفر کیا ہے مجھ پر لزوم کفر آرہا ہے ہر کوئی اپنے کفر کو تاویل کی چادر میں ہی چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔

گستاخ رسول اور قرآن:

یہ تو آپ نے پڑھا ہی ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کچھ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر اعتراضات کیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمات بول کر شدید ترین گستاخی کی تو اس پر سورہ توبہ کی درج ذیل آیات نازل ہوئیں

﴿ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب قل أباللہ و أیتہ ورسولہ کنتم تستھزء ون. لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یوہیں ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آتیوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ (پارہ ۱۰، سورہ توبہ، آیت ۶۵۔۶۶)

(جامع البیان، الجزالعاشر، صفحہ ۲۲۰)

اس آیت میں درج ذیل باتیں اہم ہیں

۱۔ ان افراد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی، کفر کیا

۲۔ وہ اس گستاخی و کفر کے منکر ہوئے، یعنی ان پر لزوم کفر آرہا تھا اور وہ اسے قبول کرنے کو تیار نہیں تھے

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر

لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم کے الفاظ قابل توجہ ہیں کہ وہ اپنے کفر کو ماننے کے لیے بالکل تیار نہیں تھے بلکہ بانگ دہل اس کے منکر ہو رہے تھے تو فرما دیا گیا کہ تم لاکھ بہانے بناؤ، تاویلیں کرو، مگر مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو چکے ہو تمعارا انکار تمعاری تاویلیں اب کسی کام نہ آئیں گی۔

قادیانی ودیابنہ کا انکار:

اگر ہندوستان کے دورِ آخر کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو یہاں قادیانیوں کا وجود آج بھی موجود ہے جن کے کفر وارتداد پر اجماع امت ہو چکا ہے مگر وہ آج تک اپنے کفریات کو قبول نہیں کرتے نہ خود پر لزوم کفر مانتے ہیں بلکہ اپنے باطل نظریات واقوال کی تاویل کرتے اور چیخ چیخ کر خود کو مسلمان کہتے ہیں لیکن سب جانتے ہیں کہ اُن کا خود کو مسلمان کہنا کچھ فائدہ نہیں دیتا اور نہ ہی ان کا انکار کسی کو قبول ہے۔

اسی طرح اگر دیابنہ کی بات کر لیں تو امام اہلسنت امام احمد رضا خان نے جن افراد کے کفریات پر ان کی گرفت اور تکفیر کی ہے۔ وہ اور ان کے متبعین میں سے کبھی کسی نے اس کو قبول نہیں کیا باوجو اس کے کہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان نے اپنے فتوی کو خود تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ آپ نے اس فتوی کو اس وقت کے ۲۵۰ سے زائد عرب وعجم کے اکابر علماء کے سامنے پیش کیا ان میں سے کسی نے بھی آپ کے فتوی کی مخالفت نہیں کی بلکہ سب نے تائید وتصدیق کی، گویا اس وقت کے اہل علم کی غالب اکثریت ان کے کفر پر متحد تھی۔

(تمہید الایمان پر تائیدات وتصدیقات عطا کرنے والے تمام علماء علم وفضل اور تقوی کی بلندیوں پر فائز تھے ان میں سے کوئی بھی نچلے درجے کا نہ تھا)

تو اس ساری گفتگو سے نتیجہ یہ نکلا کہ اگر کوئی کفر کرتا ہے اور اس پر لزوم کفر بھی آرہا ہے تو اس کا انکار اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا اور کوئی فقیہ یا متکلم جس کے نزدیک اس شخص پر لزوم کفر ہو رہا ہے وہ اس کی تکفیر سے ہاتھ نہیں کھینچے گا بلکہ اپنے منصب فرضی کو پورا کرتے ہوئے اپنا کام کرے گا، وہ شخص

بھلے اپنے کفر کو قبول کرنے سے لاکھ منکر ہو یا اس کی جیسی ہی تاویل کرتا ہو۔

فقیہ اپنی ذمہ داری پوری کرے گا:

اس گفتگو کے ضمن میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کے وہ الفاظ نقل کر دیے جائیں جو اس نے امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان کی وفات پر کہے تھے تا کہ یہ بات مزید واضح ہو جائے کہ کسی فقیہ یا متکلم کو اپنی ذمہ داری پوری کرنا لازم ہے مخالف اگرچہ لاکھ منکر یا مؤول ہو۔ چنانچہ موصوف فرماتے ہیں

''مولانا احمد رضا خان نے ہم پر کفر کے فتوے اس لیے لگائے کہ انھیں یقین تھا کہ ہم نے توہین رسول کی ہے اگر وہ یہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتوی نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے''۔

(امام احمد رضا خان بریلوی، ایک ہمہ جہت شخصیت، صفحہ۵)

کلام مصباحی

راقم السطور کے ساتھ ذاتی ملاقاتوں میں علامہ مفتی عبید الرحمٰن رشیدی دام ظلہ نے متعدد بار یہ علمی نکتہ بیان کیا کہ علامہ فضل حق نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کی اور من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کا حکم لگایا۔اسی طرح اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے علمائے دیوبند کی تکفیر کی اوران پر بھی یہی حکم لگایا۔اب علمائے دیوبند کے کفر میں جو تاویل کرتا ہے اسے من شک فی کفرہ وعذابہ کفر کا حوالہ دے کر فورا کافر بنانے کی کوشش شروع ہوجاتی ہے جب کہ خود اعلیٰ حضرت،اسماعیل دہلوی کے کفر میں شک اور تامل کرتے ہیں۔اس ضابطے کے عموم کو اگر بلا قید وعموم مان لیا جائے تو علامہ فضل حق کے فتوے کی روشنی میں اعلیٰ حضرت خود بھی من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کی زد میں آتے ہیں بلکہ اپنے فتوی کی زد میں بھی آتے ہیں، کیوں کہ جن ایام میں وہ علمائے دیوبند کے کفر کی تحقیق کررہے تھے،تو تحقیق حق سے قبل علمائے دیوبند کے کفر کے حوالے سے خود بھی وہ شک میں تھے۔حسام الحرمین کے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کے عموم مطلق کے خلاف یہ بہت مضبوط شبہہ ہے، جسے سب سے پہلے میں نے ہی پیش کیا تھا۔

(مسئلہ تکفیر و متکلمین، صفحہ ۲۲۱)

اس پیرائے میں ہمارا کلام تین عبارتوں پر ہے

پہلی عبارت:

اعلی حضرت، اسماعیل دہلوی کے کفر میں شک اور تامل کرتے ہیں۔

دعوی بلا دلیل:

یہ دعوی بلا دلیل ہے کہیں سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان، اسماعیل دہلوی کے کفر میں شک میں مبتلا ہوں، یہ مولانا مصباحی کی اپنی دماغی اختراع وکذب ہے موصوف اگر سیل السیوف الہندیہ اور الکوکبۃ الشہابیہ کا مطالعہ کر لیتے تو یہ بات نہ کہتے یا مطالعہ تو کیا ہے مگر خیانت سے کام لے رہے ہیں سیدی اعلی حضرت نے ان مذکورہ کتب میں اسماعیل دہلوی کو بحکم فقہاء کافر فقہی قرار دیا ہے اور خود مذہب متکلمین پر عمل کرتے ہوئے تکفیر تو نہیں کی البتہ گمراہ ضرور کہا بلکہ اس کی گمراہی میں شک کرنے والے کو بھی گمراہ لکھا ہے فرماتے ہیں

اگر اس کی ضلالت و گمراہی پر آگاہی ہو کر اسے حق جانتا ہو تو خود اس کی مثل گمراہ و بد دین ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد سوم، صفحہ ۱۸۹)

اور الملفوظ میں فرماتے ہیں

میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے نہیں۔

(الملفوظ، صفحہ ۱۷۲)

ہوائے نفس کی پیروی:

سیدی امام احمد رضا خان مذہب متکلمین پر قائم تھے جبکہ علامہ فضل حق خیر آبادی نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر مذہب فقہاء پر کی ہے اب ایک ہی شخص کے اقوال کفر پر دو جہات سے کلام ہوا ہے مذہب فقہاء و مذہب متکلمین، علامہ فضل حق خیر آبادی نے تکفیر فقہی کی جبکہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان نے مذہب متکلمین پر گمراہ قرار دیا اگر چہ مذہب فقہاء پر اس کے کفریات بھی واضح کیے ایسے میں فرد واحد پر دو مذاہب کی روشنی میں دو مختلف احکام کو ایک جگہ رکھ کر من پسند نتیجہ اخذ کرنا ہوائے نفس کی پیروی اور علمی خیانت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

نیز موصوف خود اپنی اسی کتاب میں تفصیل سے واضح کر چکے ہیں کہ تکفیر یا تو گروہ فقہاء کی طرف سے ہوگی جسے تکفیر فقہی سے تعبیر کیا جاتا ہے یا متکلمین کی طرف سے جسے تکفیر کلامی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور مذہب متکلمین محتاط ہے بنسبت مذہب فقہاء کے، اور مذکورہ بالا مقام سے آگے جا کر صفحہ ۲۹۵ پر وہابیہ کی تکفیر کے ضمن میں کلام کرتے ہوئے اسماعیل دہلوی پر امام اہلسنت امام احمد رضا خان کے فتوی کو ذکر کیا ہے اور سیدی اعلی حضرت کے مؤقف کو محتاط مؤقف قرار دیا ہے موصوف لکھتے ہیں

''ایک مقام پر ان (اسماعیل دہلوی) کی کفریات پر طول طویل بحثیں کی ہیں اور دلائل و شواہد کے انبار لگا دیئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود تکفیر کے معاملہ میں کف لسان اور احتیاط کا مؤقف اختیار کیا ہے۔

(مسئلہ تکفیر و متکلمین، صفحہ ۲۹۷)

مصباحی صاحب بھی کمال کرتے ہیں کہیں تو لکھتے ہیں کہ فاضل بریلوی، اسماعیل دہلوی کے کفر میں شک میں مبتلا تھے اور کہیں اعتراف کرتے ہیں کہ متکلمین کا محتاط مسلک اپنایا ہے، قاری سوال کرنے کا مجاز ہے کہ ایک ہی کتاب میں یہ دو دو مؤقف کیوں اپنائے جا رہے ہیں مسئلہ کی

نزاکت و باریکیوں کو سمجھنے سے معذور ہیں یا کسی کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی سازش ہے؟

دوسری عبارت:

اس ضابطے کے عموم کو اگر بلا قید وشرط مان لیا جائے تو علامہ فضل حق کے فتوی کی روشنی میں اعلی حضرت خود بھی من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کی زد میں آتے ہیں بلکہ اپنے فتوی کی زد میں بھی آتے ہیں کیوں کہ جن ایام میں وہ علمائے دیوبند کے کفر کی تحقیق کر رہے تھے تو تحقیق حق سے قبل علمائے دیوبند کے کفر کے حوالے سے خود بھی وہ شک میں تھے۔

دارالافتاء سے عدم واقفیت:

اول: دارالافتاء سے تھوڑی سی واقیفت رکھنے والا کوئی بھی فرد اس ضابطے کے عموم کو بلا قید وشرط نہیں مانتا ہے اگر کوئی ہے تو یہ موصوف کی ذمہ داری ہے کہ اسے سامنے لائے یا پھر ان چیزوں پر دعوے نہ کریں جن کا وجود ہی نہیں پایا جاتا۔

دوم: کسی بھی صورت اعلی حضرت امام احمد رضا خان، علامہ فضل حق خیر آبادی یا اپنے فتوی کی زد میں نہیں آتے کیونکہ اعلی حضرت فاضل بریلوی کا شمار یا تو محققین علماء میں ہوگا یا عوام میں، بصورت ثانی ناممکن اور صورت اول میں محقق عالم کو اپنی تحقیق کی بناء پر اپنے سے ماقبل عالم سے اختلاف کا حق حاصل ہے اس بات کو مولانا مصباحی کی اپنی عبارات کی روشنی میں ہی سمجھ لیتے ہیں۔

ا۔ کوئی عالم و محقق اس کافر کے کفر میں اس لیے شک کر رہا ہو کہ اس کی تحقیق کے مطابق مذکورہ کافر کے حوالے سے شرائط تکفیر میں سے کوئی شرط مفقود ہو یا موانع تکفیر میں سے کوئی مانع موجود ہو۔

۲۔وہ قول وفعل جس پر تکفیر کی گئی ہے اس کے کفر ہونے میں اہل علم مختلف الرائے ہوں۔

(مسئلہ تکفیر و متکلمین، صفحہ ۲۲۰)

مولانا مصباحی کے کلام سے واضح ہوا کہ کسی قول یا فعل کے کفر ہونے میں اہل علم کا مختلف الرائے ہونا یا شرائط تکفیر میں سے کسی شرط کا مفقود ہونے کی بناء پر جو قول یا فعل ایک عالم کے نزدیک کفر ہے وہ دوسرے کے نزدیک کفر نہیں ہوگا۔اور بعد والا محقق عالم من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کے زمرے میں نہیں آئے گا۔

نوٹ:من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر مطلقا نہیں ہے بلکہ یہ ان اشخاص کے متعلق ہے جن کا کفر اجماعی، قطعی، اتفاقی اور جزمی ہو جیسے اشخاص اربعہ۔

سوم:یہ کہنا کہ جن دنوں سیدی اعلی حضرت علمائے دیوبند کے کفر کی تحقیق فرما رہے تھے ان ایام میں وہ ان کے متعلق خود بھی شک میں مبتلا تھے، انتہائی بچگانہ بات ہے جو ایسے شخص کی طرف سے ہی صادر ہوسکتی ہے جس نے نہ تو کبھی دارالافتاء میں طویل عرصہ وقت گزارا ہو اور نہ ہی اس نے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کے ضابطے کو اس فن کے ماہر علماء سے سمجھا ہو۔

لفظ شک لے کر آنا ہی غلط ہے:

اول تو ان کا اپنے کلام میں لفظ شک بار بار لے کر آنا ہی غلط ہے دین کے اندر عقائد کے باب میں شک کی گنجائش بالکل نہیں ہے کسی کے کافر یا مومن ہونے کے متعلق یقین ہی ہوگا تیسری کوئی راہ نہیں ہے اور وہ بھی ایک محقق عالم سے کیسے متصور ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی تحقیق کے باوجود کسی کے کفر یا ایمان میں شک کرے، صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی نے بہار شریعت میں لکھا ہے کہ اگر کسی کو

اپنے وضوٹوٹنے کا شک ہے تو وہ یہ یقین رکھے کہ اس کا وضو برقرار ہے کیونکہ شک سے وضونہیں ٹوٹتا۔ یعنی ایسا شخص جو اپنی طہارت کے متعلق شک میں مبتلا ہے شریعت اسے حکم دیتی ہے کہ وہ شک سے نکل کر یقین کی طرف جائے اور خود مطہر ہونے کا اعتقاد رکھے اور یہاں موصوف ایک محقق عالم کو شک کی وادیوں میں رکھے ہوئے ہیں جن کا اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم، دینی معاملات اور اس سے وابستہ شخصیات کے متعلق یقین اتنا مضبوط ہے کہ بڑے بڑے علماء وعرفاء ان سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ ہے نا عجیب؟

دوم: من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کا تعلق کفر کے محقق وثابت ہو جانے کے بعد سے ہے یا کفر کے محقق وثابت ہونے سے پہلے ہے؟

یعنی جب تک کسی شخص یا عبارت کے متعلق کفر کا اثبات نہیں ہوا اس کو شک کا درجہ دیں گئے یا یہ کہیں گے کہ نفس مسئلہ کی تحقیق جاری ہے اور جب نفس مسئلہ کی تحقیق ہو چکی اور کسی مخصوص فرد یا عبارت پر کفر کا تحقق ہو چکا تو اب اس میں شک کرنا خود کفر ہوگا یا پہلے سے ہی شک کرنا کفر ہو جائے گا؟

اور زمانہ تحقیق کو شک کا دور کہیں گے یا نفس مسئلہ کی گہرائی وگیرائی تک رسائی حاصل کرنے کا دور کہیں گے؟

اگر زمانہ تحقیق کو بھی شک کا دور قرار دے کر من شک کا قاعدہ جاری کریں تو پھر صرف سیدی اعلی حضرت کی کیا تحقیق؟ آپ سے پہلے اجل اکابر علماء وفقہاء جس کسی شخص پر فتوی کفر دینے سے پہلے تحقیق کے دور میں ہوئے ان پر بھی یہ فتوی لوٹے گا اور خود بھی اپنے فتوی کی زد میں آئیں گے۔

تیسری عبارت:

حسام الحرمین کے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کے عموم مطلق کے خلاف یہ بہت مضبوط شبہہ ہے جسے سب سے پہلے میں نے ہی پیش کیا تھا۔

یہ مولانا کا زعم ہے:

یہ مولانا کا زعم ہے کہ یہ بہت مضبوط شبہہ ہے اور سب سے پہلے انہوں نے پیش کیا ہے ہماری پچھلی تمام گفتگو سے واضح ہو چکا ہے کہ یہ کوئی مضبوط شبہہ نہیں بلکہ انتہائی کمزور ہے کمزور کیا شبہہ بنتا ہی نہیں شبہہ تو تب بنے جب زمانہ تحقیق کو لے کر کسی محقق پر حکم کفر ثابت کریں، جب ایسا ممکن ہی نہیں تو پھر شبہہ بھی نہیں نیز مولانا مصباحی اہلسنت میں تو پہلے ہو سکتے ہیں جنہوں نے یہ شبہہ بڑی شد و مد اور فخریہ انداز میں پیش کیا ہے برصغیر میں پہلے نہیں کیونکہ ان سے پہلے وہابیہ ودیابنہ اس طرح کے اعتراضات کرتے آرہے ہیں اور مولانا نے صرف ان کے اعتراضات کو اپنی زبان وقلم سے دہرایا ہے ثبوت کے لیے علامہ بدرالدین احمد قادری رضوی کی "سوانح امام احمد رضا" ملاحظہ کریں یہ کتاب ۱۴۰۵ھ میں سامنے آئی تھی اور ۲۰۱۰ء میں پاکستان سے اکبر بک سیلرز لاہور سے اس کا ایڈیشن نکلا ہے جو اس وقت میرے پیش نظر ہے جس کے صفحہ ۲۲۲ پر مصنف نے سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان کا اسماعیل دہلوی کی عدم تکفیر پر وہابیہ ودیابنہ کے اعتراضات نقل کر کے ان کا جواب دیا ہے۔ گویا اس طرح کی باتوں کا اب سے کوئی ۳۷ سال قبل جوابات دیے جا چکے ہیں جبکہ مولانا مصباحی ان اعتراضات کا کریڈٹ خود لینا چاہتے ہیں قسمت کی بات ہے۔

ماخذ ومراجع

القرآن،کلام اللہ،مکتبۃ المدینہ،کراچی، پاکستان، جمادی الاخری،۱۴۳۴ھ/اپریل۲۰۱۳ء
کنزالایمان،امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی،مکتبۃ المدینہ،کراچی، پاکستان، جمادی الاخری،۱۴۳۴ھ/اپریل۲۰۱۳ء
الجامع الاحکام،علامہ ابی عبداللہ محمد بن احمد قرطبی،مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء
البحرالمحیط،علامہ محمد بن یوسف ابن حیان اندلسی، داراحیاءالتراث العربی،۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء
جامع البیان،امام ابوجعفرمحمد بن جریرطبری، دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان،۱۴۰۹ھ
الجامع الصحیح للبخاری،امیرالمومنین امام محمد بن اسماعیل بخاری،مکتبۃ العصریہ، بیروت، لبنان، ۱۴۳۹ھ/۲۰۱۸ء
الجامع الصحیح للمسلم،امیرالمومنین امام ابی الحسن مسلم بن حجاج قشیری،المکتبۃ العصریہ، بیروت، لبنان،

۱۴۳۷/۲۰۱۶ء

السنن الترمذی، امام ابوعیسی محمد بن سورۃ الترمذی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۴۰ھ/۲۰۱۹ء

شرح العقائد النسفیہ، علامہ سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی، مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان، ۱۴۳۷ھ/۲۰۱۶ء

منح الروض الازھر، محدث فقیہ علی بن سلطان محمد قاری، مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان، شعبان ۱۴۳۵ھ/جون ۲۰۱۴ء

ردالمختار، خاتمۃ المحققین علامہ محمد امین عابدین، دارعالم الکتب، ریاض، سعودی عرب، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء

الاصابۃ، الحافظ ابی الفضل احمد بن علی حجر عسقلانی، قاہرہ، مصر، ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء

بلدالامین، فاتح عیسائیت ابوالنصر منظور احمد شاہ، مکتبہ نظامیہ، ساہیوال، پاکستان، محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

فتاوی رضویہ، امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی، رضا اکیڈمی ممبئی، ہند

الملفوظ، مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان، مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان، ۱۲ جمادی الاخری ۱۴۳۰ھ/۵ جون ۲۰۰۹ء

مسئلہ تکفیر و متکلمین، مولانا ذیشان احمد مصباحی، ورلڈ ویو پبلشرز، لاہور، پاکستان، صفر المظفر ۱۴۴۲ھ/اکتوبر ۲۰۲۰ء

امام احمد رضا خان بریلوی، ایک ہمہ جہت شخصیت، مولانا کوثر نیازی، والضحی پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان، سنہ ندارد

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی کی تصانیف وتالیفات

برصغیر کے علمائے اہلسنت کی خدمات احادیث

امام احمد رضا خان، میری نظر میں

احیاء مخطوطات، وقت کا تقاضہ

گناہوں سے توبہ اور اس کی شرائط

فیس بک کا استعمال، مقاصد اور احتیاتیں

کلام مبین علی مسئلہ تکفیر و متکلمین

القول العالیه فی ذکر المعاویه

اسلام میں علماء کا مقام

ملت اسلامیہ اور اقوام متحدہ

مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مولد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

فضائل آفات

فضائل مسواک

مقالات ومضامین

لاحاصل (شعری مجموعہ)